طلاق اور اس سے پیدا ہونے والے سماجی مسائل

ستائیسواں فقہی سمینار منعقدہ: ۶ تا ۸ ربیع الاول ۱۴۳۹ھ مطابق ۲۵ تا ۲۷ نومبر ۲۰۱۷ء، حج ہاؤس، ممبئی

۱- عاقل، بالغ لڑکے اور لڑکیاں اپنے رشتہ نکاح کے سلسلہ میں شرعی اعتبار سے خود مختار ہوتے ہیں اور ان کی رضامندی کے بغیر نکاح منعقد نہیں ہوتا ہے۔ اگر وہ والدین کی رائے کے برخلاف اپنے لئے رشتہ منتخب کرتے ہیں اور نکاح کر لیتے ہیں تو نکاح منعقد ہوجائے گا؛ البتہ پسندیدہ طریقہ یہ ہے کہ شریعت کی ہدایت کے مطابق رشتہ نکاح بالغ اولاد اور ان کے والدین دونوں کی مرضی اور پسند کی رعایت کے ساتھ انجام پائے، نہ تو اولاد اپنے والدین کے تجربہ اور مشورہ کو نظر انداز کریں اور نہ والدین اولاد کی پسند کو سرے سے ٹھکرائیں؛ البتہ امام شافعیؒ کے نزدیک بالغ لڑکی کا نکاح بھی ولی کی اجازت کے بغیر صحیح نہیں ہے۔

۲- طلاق کو شریعت نے ''ابغض المباحات'' قرار دیا ہے؛ چنانچہ حتی الامکان اس سے گریز کرنا چاہئے، اور صرف اسی وقت طلاق کا راستہ اختیار کرنا چاہئے جب زوجین کے درمیان باہم نباہ کی کوئی صورت باقی نہ رہ جائے؛ لہٰذا یہ درست نہیں ہے کہ والدین اپنی ذاتی ناپسندیدگی کی وجہ سے بیٹے کو مجبور کریں کہ وہ اپنی بیوی کو طلاق دیدے اور بیٹے پر والدین کی ایسی بات ماننا ضروری نہیں ہے۔

۳- عدت کے بعد مطلقہ کا نفقہ چونکہ سابق شوہر پر شرعاً لازم نہیں ہوتا ہے اس لئے اس مقصد کے لئے عدالت سے رجوع کرنا جائز نہیں اور عدالت سے دلوائی جانے والی ایسی رقم کا استعمال اس کے لئے حلال نہیں۔

۴- اسلام نے مطلقہ کے نکاح کی ترغیب دی ہے، اس لئے مطلقہ خاتون اگر خود کفیل ہے تو اس کے نکاح کے اخراجات خود اس کے ذمہ ہوں گے، ورنہ اس کے نکاح کے اخراجات کی ذمہ داری اس کے اولیاء پر ہوگی، اور اولیاء کو اس کے نکاح کی فکر کرنی چاہئے۔

۵- مطلقہ اگر خود کفیل ہے تو اس کا نفقہ عدت گزرنے کے بعد خود اس کے ذمہ ہے، اگر وہ خود کفیل نہیں ہے تو اس کا نفقہ اس کے اولیاء پر لازم ہے۔ اگر اولیاء استطاعت کے باوجود ادا نہیں کرتے ہیں تو وہ گنہگار ہوں گے، اور اگر اولیاء استطاعت نہ رکھتے ہوں تو مطلقہ کے نفقہ کی ذمہ داری خاندان کے لوگوں پر اور سماج پر ہوگی، اور جب ایسا کوئی نظم نہ ہو تو علاقائی وقف بورڈ پر اس کی ذمہ داری عائد ہوگی۔

۶- جب باہم نباہ کی صورت باقی نہ رہے اور طلاق کی ضرورت پیش آجائے تو اس وقت صرف ایک طلاق دے کر رشتہ ختم کرنا چاہئے؛ البتہ اگر کسی شخص نے لفظ طلاق یا جملہ طلاق کو تین بار دہراتے ہوئے طلاق دی ہے اور وہ کہتا ہے کہ میرا مقصد ایک طلاق دینا ہے، دوسری اور تیسری بار میں نے تاکیداً کہا ہے تو ایسی صورت میں مفتی اس سے حلفیہ بیان لے کر ایک طلاق رجعی کا فتوی دے گا؛ جبکہ مفتی محمد عثمان بستوی صاحب کی رائے میں یہ بھی شرط ہے کہ بیوی کو شوہر کے حلف پر اطمینان ہو۔

نوٹ: مفتی نعمت اللہ قاسمی، مولانا اختر امام عادل قاسمی، مفتی عبدالرزاق قاسمی (امروہہ)، مفتی یوسف علی صاحب (آسام) مفتی جنید احمد فلاحی (اندور)، مولانا محبوب فروغ احمد قاسمی، اور چند دیگر حضرات کے نزدیک اس صورت میں تین طلاقیں ہی واقع ہوں گی؛ جبکہ مفتی جنید بن محمد پالنپوری کی رائے ہے کہ دیانۃً ایک طلاق واقع ہوگی؛ البتہ عورت کو اپنے آپ پر قابو دینا جائز نہیں ہوگا، اس کو حتی المقدور خلع کی کوشش کر کے علاحدہ ہونا ضروری ہے۔

☆☆☆